

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُ أَدْنَى الْأَقْرَبِ

Digitized by Khilafat Library

## فہرست مضامین

- (۱) پہلے سکو پڑھ لیجئے۔ روزانہ احکام کا اجرا۔
- (۲) تازہ الہام۔ بائل کے اجماع نقیضین
- (۳) ڈائری۔ دارالامان میں عید الفطر۔
- (۴) نظم بروفاٹ حضرت محمد المکرم فی الشہدۃ
- (۵) سفرنامہ دہلی ۱۹۲۵ء
- (۶) شاہی سیاحت۔ ملاقات
- (۷) عید گئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا
- (۸) روزانہ احکام کی قیمت
- (۹) اشتہارات

## نمونہ روزانہ احکام

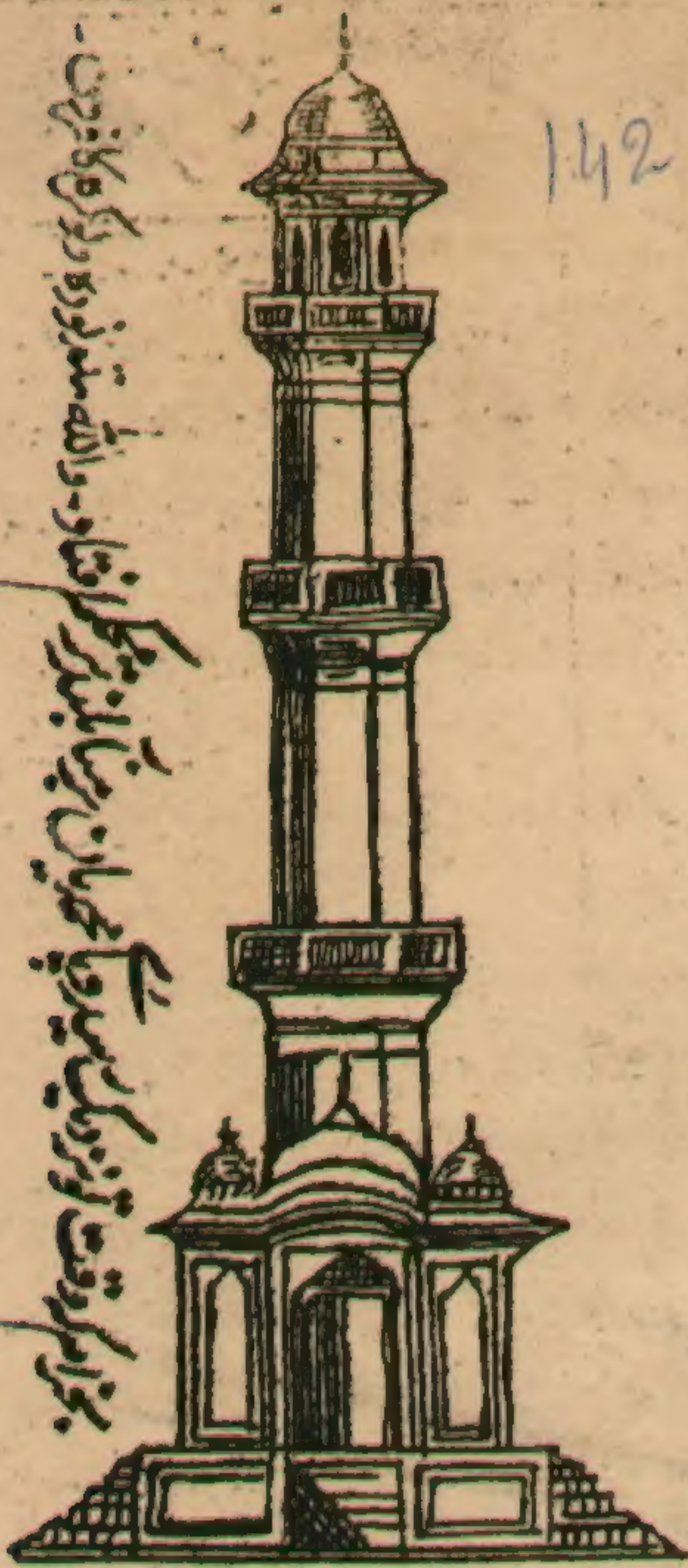


چہ گویم باتو گرا آئی چہادر قادیانی  
دوایتی شفا بتی غرض ارالامان بتی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تریبہدی

## پیشگی قیمت لا

(۱) خوام سے ۴۰ (۲) خاص و معاونین سے ۳۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب کے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے۔



بزم کرام وقت تیز کیسی میرا چاہیے  
بزم کرام وقت تیز کیسی میرا چاہیے

# نمبر ۱۲ قادیان مجلہ روزانہ احکام ۱۹۲۵ء مطابقت ۲ شوال ۱۳۴۴ھ جلد ۹

متفق نہ ہو۔ بہر حال روزانہ کے اجرا کا سوال تو ہم  
کے سامنے ہے خواہ وہ اسے مسترد کر دے یا قبول  
من آنچه شرط بلاغ است باتو میگویم  
تو از سختم پسند گیر و خواہ طالع

## تازہ الہام

- (۱) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔
- (۲) قل میعاد ربی
- (۳) امن مبرا دسی چاہا جائیگی۔
- (۴) قرب اجلک المقدم ولا ینقی لک  
من المحن یات فکرا۔

## بائل کے اجماع نقیضین

یہ ایک ایسی دلچسپ اور قابل دید کتاب ہے کہ حسین خلیل  
کی تمام متضاد تحریروں کو ایک جگہ جمع کر کے کتاب  
کی صورت میں چھاپا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف  
ظاہر ہو جاتا ہے کہ مروجہ انجیل کو الہامی سمجھنا سخت  
غلطی ہے۔ عیسائیوں کو انکی غلطی منوانے کیلئے ہر ایک سلمان  
کے پاس اس کتاب ہونا ضروری ہے۔ قیمت نو روپیہ۔  
محمد حسین احمدی مقام نورنگ خانہ کلاہو

اور انقطاع فیصلہ شائع کر دیا جائیگا اگر روزانہ  
کے لئے مسودہ درخواستیں بھی نہ آئیں  
تو فی الحقیقت ایک افسوسناک امر ہوگا۔  
لیکن میں سمجھونگا دیر آید درست آید۔  
بعض اجاب یہ رائے ہی دی ہے کہ اگر روزانہ  
جاری نہ ہو سکے تو احکام کو ہفتہ میں دو بار  
کر دیا جاوے۔ میں اس تجویز کے متعلق بھی  
سردست کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ بجز ان  
کہ پہلے روزانہ کے متعلق تو آخری نتیجہ دیکھنا  
چاہئے۔ مان اگر ناظرین احکام کی طور  
اس امر کا فیصلہ ایڈیٹر احکام پر چھوڑ دیں  
کہ اگر وہ احکام کو ہفتہ میں دو بار کرنا  
چاہے تو باضافہ قیمت ۸ روپیہ  
میں اٹھ مرتبہ احکام شائع کر دینے کا  
مجاز ہے اور ناظرین احکام خوشی خاطر  
مزید چند دیدیں تو اسی سوال پر غور  
ہو سکیگا اس صورت میں صرف اس شخص  
کو اطلاع دینی چاہئے جو اس تجویز سے

## روزانہ احکام کا اجرا

میں حسب وعدہ آج کے احکام کے ساتھ  
روزانہ کا نمونہ شائع کر رہا ہوں میں اس کے  
متعلق کوئی نئے اپنی طرف سے قائم کرنی  
بے سود سمجھتا ہوں۔ مان اٹاگنا چاہتا ہوں  
کہ یہ نمونہ ہے اور کسی اخبار کے متعلق پوری  
رائے جب تک اسے مسترد پر ہے نہ پڑے جائز  
قائم نہیں کی جاسکتی۔ اسلئے بعض صورتوں میں  
نمونہ بڑی محنت اور سی ٹیوٹیا کرنا پڑتا ہے اور  
پہر کی حالت میں نمایاں اعطاط ہوتا جاتا ہے  
اور بعض اوقات نمونہ بعض ایک ڈانچا ہوتا ہے  
اور میں پونا فیونا حالات وقت کے لحاظ سے  
ایک نمایاں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اسلئے  
اگر ناظرین احکام کہہ کرے میں کہ اس قسم کا روزانہ  
ان کے لئے طیار کیا جاوے تو وہ درخواہین  
بہچین اور ہجوین۔ اب کوئی زیادہ وقت  
نہیں رہا۔ صرف ۱۵ ایوم باقی ہیں اگر وہ ان  
کے اندر پوری مسودہ درخواستیں ہو گئیں تو  
سب سے روزانہ کا اجرا ہو گیا ورنہ اگر  
کے احکام میں روزانہ کے اجرا کے متعلق آفری

## پہلے سکو پڑھ لیجئے

ناظرین احکام اس قاعدہ اور دستور سے  
خوب واقف ہیں کہ ۱۰ ڈسمبر کا احکام ہمیشہ  
سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے لئے دی پی  
کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سال بھی حسب معمول  
۱۰ ڈسمبر کا احکام دی پی ہوگا۔ اس اطلاع  
کے سوا کوئی اطلاع کسی کارڈ کے ذریعہ ضروری  
نہیں سمجھی گئی جو صاحب ۱۰ ڈسمبر کا احکام دی پی  
لینے کو کسی وجہ سے طیار نہ ہوں۔ ۹ ڈسمبر  
تک اطلاع عین کہ کو سا پرچہ کے نام  
دی پی ہو۔ بصورت ثانی وہ اس امر کی احتیاط  
کرن کہ پرچہ کو واپس بھیج کر خادم دین و ملت  
کارخانہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ سال گذشتہ  
میں بسا اوقات ہمدان احکام کی طرف سے  
یہ ناقابل ذکر سلوک کارخانہ سے ہوا ہے جو  
بجائز باری کا موجب ہوتا ہے۔ حقیقت  
شناس قوم کے لئے قومی اخبار کو ایسی  
حکایت پیدا ہونے کا موقع دینا سخت نامناسب  
ہے۔ بہر حال ۱۰ ڈسمبر کا احکام دی پی  
آتا ہے۔ یاد رکھئے۔ ایڈیٹر۔

## ڈائری

۲۰ نومبر ۱۹۰۵ء

آج کل اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا علی العموم معمول ہے کہ صبح کو دن بجے کے قریب نیچے مہمان خانہ میں جہان بیگم بیگم عبد الرحمان صاحب منزل ہیں۔ تشریف لے آتے ہیں دوسرے اجاب بھی حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور ۱۲ بجے کے قریب تک وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔

کل آپ نے قبل ظہر اپنا تازہ الہام سنایا جو ۱۹ کی صبح کو ہوا۔ فرمایا

رات عجیب طرز کا الہام تھا۔ اگرچہ اس سے پہلے اس مفہوم کا ایک الہام ہو چکا ہے۔ مگر یہ طرز عجیب ہی الٰہی معلق یا ابن رسول اللہ دوسرا الہام اس کے ساتھ یہ ہے۔

سب مسلمانوں کو جو دسے زمین پر ہیں۔ جمع کرو علی دین و احل اس پر فرمایا۔ پہلے ایک الہام ہوا تھا جس کو عرصہ ہوتا ہے مسلمان مق اہل البیت علی سبب الحسن۔ بصالح بنی الناصر۔ یہ الہام ۱۹۰۵ء کا ہے اور انھوں میں چھپا ہوا ہے۔ تراز۔

اور اب یہ الہام ہوا ہے۔ جس میں مجھے ابن رسول فرمایا ہے۔ دوسرے الہام کے متعلق فرمایا کہ یہ امر جو ہے۔ کہ سب مسلمانوں کو جو دسے زمین پر ہیں جمع کرو علی دین و احل یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔

احکام اور امر دوم کے ہوتے ہیں۔ ایک شری رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ خون نکر۔ وغیرہ۔

اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض لوگ ایسے ہی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کریں گے۔ جیسے یہود کو کہا گیا۔ کہ تورات کو محرف مبدل نہ کرنا۔ یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرض یہ امر شری ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے۔

دوسرا امر جو کہ ہوتا ہے۔ اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ جیسے قلنا یا ناد کوئی بودا سلما

اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا۔ اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے۔ یہی اس قسم کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو زمین کے دین واجب جمع ہوں۔ اور وہ ہو کر بیٹے۔

ان اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ ان میں کوئی کسی قسم کا ہی اختلاف نہ ہے۔ اختلاف بھی رہیگا۔ مگر وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں۔

## ۲۶ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سید امیر علی شاہ کے ساتھ مجذوم اللہ کا

ذکر چل پڑا حضرت مولوی عبدالکریم کے ذکر پر فرمایا مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پر یاد آجاتے ہیں۔ انکے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے۔ میں نے مقابلہ کر کے خوب دیکھا ہے۔ انکے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور بجز اس کے میں سمجھتا ہوں۔

اور کچھ تباہی نہیں۔ اور اس حد تک تھا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دوسروں میں وہ نہیں۔ میں ان سے بہت عرصہ سے واقف ہوں۔ اس وقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا۔ جب وہ بخیر تھے۔ اس وقت بیعت بھی کر لی تھی۔ لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں تھے۔ چنانچہ مسیح کے پیکر ہونے پر مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے۔ اور نبی بارگاہ کرتے

کہ ان کا ہی فیصلہ کرو۔ مگر میں انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا ہی مذہب ہے۔ کہ وہ بن باپ ہوئے اس کا زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ نبی اور عیسیٰ کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا ہے۔ پہلے نبی کا ذکر کیا۔ جو باخبر ہو پیدا ہوئے۔ دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا۔

جس سے ترقی پر ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ وہ بن باپ ہوئے۔ اور یہی امر خارق عادت ہے۔ اگر باخبر سے پیدا ہونے کی بجائے بعد باپ پیدا ہوا دے کا ذکر ہوتا۔ تو اس میں خارق عادت کی کیا بات ہوئی۔ اور عیسائی جو ان کے بن باپ ہونے سے خدا بنا لے ہیں۔ اس کا جواب دوسری جگہ دیدیا

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔ اب اگر بن باپ پیدا ہونے والا خدا ہو گیا ہے۔ تو پھر جس کا نام اور باپ دونوں نہ ہوں۔ وہ تو بزرگ علی

خدا ہو گا۔ مگر انکو وہ خدا نہیں مانتے۔ اور ایسا ہی یہی کہ نبی ہی خدای نامی چاہئے۔ کیونکہ وہ باخبر سے پیدا ہوئے تھے۔

## غرض

اوائل میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی تھیں۔ پہر جب اللہ تعالیٰ نے انکی معرفت زیادہ کی تو ایک دن کہنے لگے آپ کو اہر میں۔ آج سے میں نے سب گفتگوئیں ترک کر دیں۔ اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہو گا۔

اور پھر میں نے دیکھا۔ کہ اس دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی کہ رضا و تسلیم کے مساوی کوئی اور بات تھی ہی نہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کے خطبات سنے ہیں۔ وہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات

اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات میں نے سنا۔ کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے۔ مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ چاہتے تھے۔ اس مقام پر میں نے عرض کی۔ کہ حضور! مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی پستی کا ذکر نہ ہو۔ یہ الفاظ شکر میں نے دیکھا۔ کہ آنحضرت کی آنکھوں پر نم ہو گئی تھی۔ لیکن ان لوگوں کا ضبط اور صبر لافظ ہوتا ہے۔ اس لئے ضبط کا نمونہ دکھلایا۔

مگر چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور اس میں خاص قسم کی درخشندگی پائی جاتی تھی۔ پھر اس ذکر کے سلسلہ میں فرمایا۔ کہ ان کی بڑی بیوی نے رویا دیکھا تھا۔ کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ میری محبت میں فنا ہو گئے تھے۔ اچھا اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ آمین ثم آمین۔

مولوی صاحب کے اس ذکر کے بعد سید امیر علی شاہ نے جماعت علی کا ذکر کیا کہ وہ ان کی موت کو اپنی پیشگوئی کی بنا پر ظاہر کرتا ہے۔

اس پر فرمایا موت فوت سے تو کوئی نہیں رہ سکتا انبیاء علیہم السلام پر ہی موت آتی۔ انہیں ٹھٹھا کرنا اور اس قسم کی شیخیاں اپنی انہیں ہوتی ہیں اسی طرح شیعی بھی کہتے ہیں۔ اگر پیشگوئیاں اور خوارق ہی ہوتے ہیں تو پھر یہ زندگی کی امت است کا ہی ان کو قابل ہونا پڑے گا۔ افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے۔ کہ راستہ از وہی ہے۔ جس کی شہادت خدا دے۔ اور کسی قہر کے وقت امتیازی رنگ انکے ساتھ ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعون بنا ہوا ہے۔ مگر موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ طاعون کا ذکر چل پڑا۔ آپ نے پرانی روایات باقی والی بیان کی۔ اور بالآخر فرمایا۔ کہ میرا الہام تو یہی ہے۔

ہن اللہ کا دیکھو ما بقوہ جہتے بقیو و اما بالفسھم۔

جب تک پوری تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کا یہ عذاب ملنا نظر نہیں آتا۔

دارالامان میں عید الفطر

۲۸ - نومبر ۱۹۰۵ء کو دارالامان میں عید ہوئی کیونکہ تلوٹوئی ضلع سیالکوٹ ضلع ہوشیار ضلع جالندہر۔ ضلع ملتان سے بعض احباب

نماز عید میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ (۲) حسب معمول سابق حضرت حکیم الامت نے نماز عید پڑائی اور نماز کے بعد ایک لطیف چرمصنوع اور ضروریات وقت کے حسب حال خطبہ پڑھا جو کسی دوسرے وقت احکم میں انشا اللہ شائع ہو سکے گا۔

اس خطبہ میں اول آپ نے خطیب یا لیکچرار کے اقسام بیان کئے پھر اسی میں ان کے مقاصد اور اغراض کی تقسیم کی۔ زان بعد یہ ظاہر کیا کہ الحمد للہ قرآن شریف کا متن ہے اور سارا قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۳ سالہ زندگی اور صحابہ کرام کے مساعی جیلہ اسکی تفسیر۔

اس دعوے کو آپ نے نہایت قابلیت اور لطافت کے ساتھ قرآن شریف کے پہلے چار رکوعوں میں دکھایا یعنی سورۃ فاتحہ کو بطریق مختلفہ دکھایا کہ کس طرح ان رکوعات میں اسکی تفسیر موجود ہے۔ خطبہ پانچویں رکوع پر تھا۔ اسلئے پہلے تہید کے طور پر ظاہر کیا کہ انسان کس طرح بعض اوقات منعم علیہ ہو کر معصوب ہو جاتا ہے۔ یہودی قوم کو تمثیل پیش کیا۔ پھر انصار سے کے حالات ظاہر کئے۔

بالآخر مسلمانوں کو بتایا کہ تم خیر الامم کہلائے۔ سب سے بڑھ کر تم پر انعام ہوئے لیکن باوجود تمہیں غیر المعصوب کی دعا سکھائی گئی تھی۔ مگر تم نے اس کی پروا نہ کی۔ مسلمانوں کی حالت موجودہ علماء۔ صلحاء۔ امراء کے نظارہ دکھائی

اور بتایا کہ علما قوم کا دماغ۔ صلحا قوم کا دل اور امراء قوم کے۔ مگر اب سب میں فساد ہے۔ اس فساد سے ضرورتاً تمہارا بچت کی

اور ہر امام کے خواص اور صفات کا ذکر کیا۔ اس کی صحبت اور عقد ہمت سے برومند ہونے کی راہیں دکھائیں۔ قوم کو وحدت کی طرف متوجہ کیا۔ بالآخر قومی ضرورتوں سے آگاہ کیا یہ نہایت

مختصر خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں اس خطبہ کا ہے جو حضرت حکیم الامت نے پڑھا۔ اس خطبہ کے متن میں آپ نے قوم کو قوم بنانے کے اصولوں کی بھی تعلیم کی۔ اور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور اغراض کی طرف پورے زور کے ساتھ متوجہ کیا۔ جزا اللہ احسن

الجزاء۔ دو گھنٹہ تک خطبہ پڑھا۔



تو کتب بندہ

متضمن تعزیت حضرت مخدوم الملت  
اخویم عظیم مولینا مولوی عبدالکریم  
صاحب صافی سیالکوٹی طیب اللہ  
شراف و جعل الجنۃ مشواہ  
(از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی لکھنؤ)

چیت علم را کہ شد تاریک و تار  
آسمان را چیت گرد و دیم قرار  
از چہ مهر و ماہ رو پو شدید اند  
در دوائے نیلگون میل و نہار  
بہ چہ میگردد سحاب نوحہ زن  
با دم سہر بر زند از اضطراب  
لرزہ اند زمین افتادہ است  
چہ آردہ در کوہ و حصار  
چشمہ نگران زانہ و درون  
سنگہا عرقاب اشک آبشار  
دشتہا را پیش خار اندر جگر  
سبزہ فرش ماتمی در غزار  
و حشے افتادہ در جان و حوش  
در طیور آمد فراق و انتشار  
از چہ رونق برون بنہادہ پا  
وا از خزان اسرہ شد باغ و بہار  
از لوائے ناہائے غنایب  
گل گریان چاک کردہ بار بار  
از شکست رنگ گلہا بوائے یاس  
در رسید اندر شام شاحسار  
سویہ ماتم زدہ در گوش خلق  
نوحہ نائے نوائے حزار  
سینہا را مجمع البحرین کرد  
رو دبار دیدہ مائے اشکبار  
ہست اظہار غرائے بندہ  
مومنے سر پیش حق افکندہ  
جان پاکان نور حق عبدالکریم  
جانفدائے حضرت رب رحیم  
پاک باز سے زاکہ خوش نظری  
طلعت پاکش شفا و ہر سقیم  
زنگ دلہارا کلامش صیقے  
چون یدر بیضا سوائے کلیم  
منطقش آرائش حسن کلام  
تجش چون تیغ بر فرق لیم  
بلع علمش صفاء صدق و حق  
فہم او گل بائے معنی را نسیم

شیعہ یزید مہدی عیسیٰ خطاب

گلشن تو یادہ باغ نعیم  
رفض را از بچ و بچ انداختہ  
تعبت شلیت را کردہ دو نیم  
دفع باطل بو مقصود دلش  
بہر حق استادہ با قلب سلیم  
آنچنان افکند بہتہا را کہ حق  
کافرے را افکند اندر مجسم  
بیکل شیدائے جنت آشیان  
نغمہ سنج حرف و دہت در حریم  
طوطی شکرشان شیرین لہ  
شاخ طوبائے فصاحت را مقیم  
رفت سونے خلد اعلا در دے  
زد پر پرواز بر عرش عظیم  
مرحبا گو یان ملائک در رکاب  
قدسیان استادہ بہر فتح باب  
پہلوانے صلحے - دین پروردے  
از برائے دین احمد چاکرے  
نصرت دین جسم و جانش را غذا  
پیش روئے دشمنان چاک تر  
غیرت دین قوت جان و دلش  
بس ہمین خوردہ ز شیرے مادرے  
ازر یاد عجیب و غموت دور تر  
جامہ تقوی کشیدہ در برے  
افت جان محمد جان او  
بر بلند بہائے الفت بر ترے  
جذب جہش آنچنان ممتاز کرد  
شد بعشق محمد فاحسہ  
دیدہ جانش بر دے مصطفی  
چشم خوش بینش نہ دیدہ دیگر  
الفتش در جان و نامش بر زبان  
صورتش در چشم و در دل دگر  
پیش احمد بہر احمد آمدہ  
در تلاش یار شوریدہ کس  
دیدہ احمد را با حسد آشکار  
صورتش در صورتش جلوہ گرے  
زان نشست اندر جریم قادیان  
تا دم آخر نہ جنبید از دورے  
دلفگارے عاشق روئے کس  
والہ و شیدائے گیسوے کس  
مومنے - متحشے - مستغفرے  
از پے دین بر مصائب مبارے  
درش قرآن مقصد جان و دلش  
قاری در علم قرآن ماہرے  
قلب مومن را کشید قریش

حسن صورت قریش را زیورے  
خوش خطیبے - چون مہتر آمدے  
گل فشانده از لبش یا گوہے  
نقش کردے حرف حق بر لوح دل  
دو کردے نفس را از ہر شرے  
چون پے تبلیغ حق حاضر شدے  
نفس کردے برائش مہرے  
پیش روئے خلق اسنائے پوشرے  
لے بدل رعب ز بارش بر سرے  
سامعین را دل ربوے از بیان  
حسن صوتش ہمچو سحر ساحرے  
در مہلک گوشہا حق پر زدے  
مومنے پیش آمدے یا منکرے  
بہر الزام خصم حیلہ گر  
چشم عالم زو ندیدہ بہرے  
در دعا با اشک حسرت ریختے  
جامہ اخلاص کردہ در برے  
رونق اسلام از حق خواستے  
چہرہ دین متین آراستے  
منطقے - در علم و ایمان محکمے  
مستحقے - مرد و ستان را مکرے  
عارفے - عالی دماغے - شاعرے  
موشکافے - نکتہ سنجے - عالے  
مہر فہش بر پریدے چون باوج  
صید معنے را گرفتے در دے  
چون - بزم دوستان گفتے سخن  
بر دل خستہ نہادے مرے  
چون کشادے عقدہ امر را حق  
منتشر کردے کبر چون شبنمے  
گل فشانده وقت شرح بدعا  
وا از مسرتہا غلط کردے غنے  
قانعے - کز بہر این دنیاے دن  
پیش کس پشتش نگردیدہ غنے  
شیشہ اسکناسی عکسش  
صورت تدبیر او حجام جے  
نعمت حق بود بہر مومنان  
طالب دین را عطاءے منعمے  
صحبتش تریاق بود از ہر دل  
فرقتش از ہر جان بودہ سے  
بود شادی زو نصیب دوستان  
قسمت اعدائے ملت ماتے  
بلبلان را در چمن بنواختے  
زاغ را کاشانہ بر ہم ساختے  
رفت پیش یار خود شادان شدہ  
روئے او از نور حق تابان شدہ

از وصال دلبرش آرام یافت  
رستگار از کلفت ہجران شدہ  
قدسیان زیر لوہا رتبش  
از علو مرتبت حیران شدہ  
سعی او بشکور بہر دین حق  
بر صدا گفتہائے دین قربان شدہ  
دیدہ اخوان ز درد ہجر او  
ریختہ خون جگر گریان شدہ  
دل پے تحصیل الطینان و صبر  
در دعا با پیش حق نالان شدہ  
آماز حق مر مبارک را نوید  
کامے رفیقیت داخل رضوان شدہ  
دیش در حمد و تسبیح خدا  
ز نیمہائے بے بقا پنہان شدہ  
یافتہ از حق حیات جاودان  
تاج پوشش مسند غفران شدہ  
گفتش اے پاک باز روزگار  
این حیات آیت رحمان شدہ  
خلق میگوید کہ صفاتی مردہ است  
زندہ سے ہنم ترا خوش جان شدہ  
متقی را از جناب کبریا  
زندگی بخشندہ چون انبیا  
جدا آن نخلند باغ دین  
رفت از یک جست در خلد برین  
مرحبا خوش ہمتے کز یک قدم  
طے نمود از آخرین تا اولین  
ز نیمہاں بانیکنامی ناگزشت  
بود اندر نیکو ان مسند نشین  
بود مقصودش رضاے کردگار  
شغل او پیش خدا سر بر زمین  
داستان حضرت رب الجلیل  
خط مقبولی کشیدہ بر جبین  
در میان لار اعلا در رسید  
بر زبان قدسیان صد آفرین  
در گردہ عارفان ستہ نام یافت  
حق نماذ حق ستاد حق گزین  
ہر گجا تصدیق حق را بر نشست  
شیعہ بزم کذب را زداستین  
حب او داخل شدہ در جذب قلب  
جان او با جان ہر مومن قرین  
مومنے - گردن ایمانش کند  
کوہ ہم با شد مسکتر بالیقین  
کیست آن کز فیض او باشد تہی  
کو کہ نبود مشتبہ او را رہین  
رحمت حق با صرف جان او  
ہر دہر و کس رفتشان او

داز ہوا نفس و شیطان دوردار  
جملہ راکن بر رو طاعت روان  
داز عقوبتہا بدار اندر امان

## سفر نامہ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

آخرین جہر فانی رحلت است  
زین سوئے شہر خوشان بجزت است  
بادشاہ نرا ازین ہم چارہ نیست  
انبیاء ہم فنا از حکمت است  
کس نامزدہ کس نامزد در بہان  
دوستان - این ماجرا بے شبہت است  
اہل دنیا را فنا ذلت بود  
اہل حق را مرگ عز و رفعت است  
تلخ تر از بہر نشان جہام ہلاک  
بہر اینان ہجو شیرین شربت است  
فکر دنیا اہل دنیا را - تحسیم  
ترک دنیا اہل راجت است  
غافلے سوز دہار حزن و آرز  
ہو شیاریے روز و شب راحت  
دل بندے دوست در دنیا راون  
الغبت آن در دویخ - ز رحمت است  
دل بخت آخرت مشغول دار  
غفلت از عقبہ نشان ثنوت است  
کار و زمان فکر این فانی است  
کار با کمان بہر عقبی محنت است  
ہجو مدحتی گزین عبد الکریم  
کاشناے موج بحر رحمت است  
مخ جانش چون بخت پرواز کرد  
دست در عنوان باب جنت باز کرد  
اے خدا اے ذوالجلال کردگار  
اے رحیم بندگان آرزگار  
اے عزیز خاطر ہستہ جان  
اے رفیق جان ہر محنت گزار  
اے نصیر حامیان دین حق  
ناخ ابواب رحمت بر خیار  
اے فدایت خاطر صافی دلان  
اے بنامت جان ہر مومن شمار  
ہجو جان بندہ عبد الکریم  
بر روانش ابر رحمتہا ببار  
روفتی افراء جہان کن روئی او  
جان او کن باغ جنت را بہار  
ساز قرآن را شمع تربت شش  
ہیجان کو بود بہر شش غلسار  
خادم قرآن ز اہل بکشتش  
مثل آن مخدوم ملت کن ہزار  
اہل ملت را بگردان مثل او  
بہر فرمان مستجابا سدا  
اہل ملت را پے ایثار عہد  
ہجو آن مرد گو کن برقرار  
محو کن نقش بدی از لوح دل

من آن نم کہ تغافل ز کار خود دیکتم

## غرض

روائی از قادیان! اعلیٰ حضرت ان پاک غرض کو لیکر دارالامان  
۲۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو اتوار کے دن صبح کو آپ کے  
کے قریب روانہ ہوئے۔ اسباب ایک گڈے پر پرکرات  
کے چار بجے کے قریب افغانی احباب اور پیر مہدی حسین  
صاحب کی نگرانی میں پہلے پہرید یا گیا تھا۔

چونکہ آپ نے قیام دہلی کے لئے صرف چند روز تجویز  
کئے تھے اسلئے آپ کے ہمراہ دارالامان سے بہت  
ہی مختصر جماعت خدام کی ساتھ ہوئی۔ یعنی آپ کے  
اہل بیت اور خادمہ عورتوں کے سوا مندرجہ ذیل  
خدام کو آپ کے ہمراہ ہم سفر ہونے کا شرف حاصل ہوا  
(۱) حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل

امروہی - (۲) عالی جناب میاں عبد الرحمان صاحب  
مالک صاحب کوٹلی مدراس (۳) ڈاکٹر میرزا یعقوب  
صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور رام (۴) مولوی عبد الرحیم  
صاحب میرٹھی - (۵) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر  
بدر (۶) خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری (۷)  
شیخ غلام احمد صاحب لاسلم (۸) بابو نوادین صاحب  
کلرک ڈاکٹر (۹) شیخ حامد علی صاحب مدراس (۱۰) خاکیار  
ایڈیٹر الحکم۔

میں چونکہ حضرت اقدس کے ایما اور ارشاد سے  
ایک دن پہلے بلالہ سٹیشن پر گاڑی کے ریزرو  
کرانے کے لئے آگیا تھا اسلئے دارالامان سے روانگی  
کا نظارہ پور سے طور پر نہیں دیکھا سکتا۔ لیکن عام طور  
پر جیسا کہ پہلے کی مرتبہ بھیجے دیکھنے کا اتفاق ہوا  
ہے۔ قادیان کی جماعت اپنے ولی نعمت  
اقاد و مہر مشر کی شایستہ میں دور تک ساتھ  
آئی۔ اور بعض طالب علم جیسا کہ برادر مفتی محمد حامد  
صاحب لکھتے ہیں حضرت اقدس کی سواری کے ساتھ  
جوش محبت و اخلاص میں جہاز تک دوڑتے آئے  
یعنی مولوی احمد نور صاحب کابلی - شیخ عبد الرحیم  
صاحب تالیق صاحب جہاز دگان نواب صاحب - میان  
شاد بخان صاحب - اور یہ لڑکے بھی ساتھ تھے۔

عبد الرحمان بن شادی خان - صوفی عبد اللہ -  
عبد اللہ درزی میان منظر حق -  
بلالہ سٹیشن! حضرت اقدس کی روانگی کی  
جہز سیکھوان بھی کسی طرح پہنچ

گئی تھی اسلئے وہاں کے غلصہ احباب میان جمال الدین  
اور برادر عزیز منشی عبد العزیز صاحب پٹواری بھی  
شرف زیارت کے لئے آگئے تھے اور جہاز کی جماعت  
بھی موجود تھی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام  
۱۰ بجے کے بعد بلالہ پہنچے۔ اور سٹیشن پر ایک  
خاصہ اژد نام زائیرین کا ہو گیا۔

مولوی محمد حسین صاحب مولوی ملاقات! اہی علی حضرت  
تشریف نہ لائے اور میں اور دوسرے احباب سٹیشن  
پر موجود تھے اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب ٹھالوی  
سٹیشن پر ۱۰ بجے کی گاڑی میں امرتسر جانے کے لئے  
تشریف لے آئے۔ ساتھ انکا ایک بچہ بھی تھا۔ میں نے  
انکو اور انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔ اپنے بہائی صاحب  
کو کسی امر کے متعلق تاکید کر رہے تھے اور ایک شیعہ  
صاحب بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے  
دیکھتے ہی کہا۔ یعقوب کدھر؟  
خاکیار - حضرت اقدس دہلی جانے میں ہیں یہی  
آپ کے ہمراہ جاون گا۔

محمد حسین - تم ابھی تک مرزائی ہو۔  
خاکیار - الحمد للہ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے  
فضل سے احمدی ہوں اور دعا ہے کہ اسی پر خاتمہ  
ہو اور آپ کو بھی شامل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔  
محمد حسین - میرا رسالہ پڑھ لیا ہے۔  
خاکیار - ہاں آپ نے مجھے تو بھیا نہیں لیکن  
میں اسے پڑھ لیا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھ کر مجھے آپ  
پر بہت رحم آتا ہے۔  
محمد حسین - (شیخ صاحب خطاب کر کے) تم  
میرا احسان مانو۔

شیخ - تمہارا احسان کس بات کا۔  
محمد حسین - تم نے وہ اشتہار مرزا کا نہیں پڑھا۔  
جو ابھی اس نے شائع کیا ہے جس میں حضرت امام حسین  
کی بڑی تعریف کی ہے۔

شیخ - اس میں تمہارا احسان کیا ہے؟ اشتہار  
مرزا صاحب نے دیا اور احسان تمہارا۔  
خاکیار - مولوی صاحب! اس سے بہتر تھا کہ آپ  
یہ احسان نہ جتاتے تاکہ آپ کو شرمندہ نہ ہوتا پڑتا۔  
یہ مرض آپکا ابھی گیا نہیں ہے جانے آپ کو خراب کر گا  
محمد حسین - ان کو معلوم نہیں وہ اشتہار میرے  
رسالہ کی کو پڑھ کر انہوں نے شائع کیا ہے۔

خاکیار - آپ کے رسالہ کو تو انہوں نے دیکھا ہی  
نہیں اور وہ دیکھنے کے قابل چیز ہی کیا ہے۔ اس  
رسالہ کو تو جو شخص پڑھ لے گا اسکو آپ کی حالت پر  
بہت رحم آئے گا۔

محمد حسین - تم تو پیشگوئی کرتے تھے کہ رسالہ بند  
ہو جائیگا نکلا یا نہیں۔

خاکیار - آپ ہی بتائیں بند ہوا یا نہیں یہ  
نکلا تو بند ہوئیے بدتر ہے دو دو سال کے بعد  
بھی کبھی نکلا۔ اور پھر رچ میں ایک ایک سال گم جو  
حالت رسالہ کی ہے وہ اس مرتبہ کے رسالہ کا دوسرا  
صفوہ بچنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔  
یہاں رسالہ محمد حسین کے صفوہ کے  
بعض حصہ میں ناظرین الحکم کی خاطر

درج کرنے ضروری سمجھتا ہوں اور وہ ہیں  
محمد حسین۔ اب دیکھو گے کیا ہوتا ہے!  
خاکسار۔ پہلے آپ نے کیا کر لیا ہے جو آئندہ  
کر لو گے؟ آپ کو انہیں تعلیم دینے خراب کیا۔  
جب یہ تکبر نکل جائیگا پھر خدا تعالیٰ کے وعدہ  
کے موافق رجوع کر لو گے۔

محمد حسین۔ میں ہرگز نہیں کروں گا۔  
خاکسار۔ یہ اس وقت کی بات ہے اس وقت  
آپ کو ندامت ہوگی کہ میرے کیا دعوے تھے۔  
آپ کے اس رجوع کی خبر کیوجہ سے آپ پر بہت  
رحم آتا ہے۔ اور منتظر ہیں کہ آپ کی اس حالت کو  
بھی دیکھ لیں۔

مولوی صاحب! آپ کی خانہ بربادی کا بھی  
بڑا افسوس ہے۔ مرزا صاحب کی مخالفت آپ کو  
سستی نہ پڑی اولاد کا وہ حال ہوا۔ اگر ویران ہو گیا  
رسالہ کی یہ حالت۔

محمد حسین۔ میں تو جانتا ہوں مرزائی کرامت  
مشہور کرے گا۔ اسلئے میں نے پہلے ہی اس کے  
جواب کا فکر کیا ہے۔ دوسرے رسالہ میں جواب  
نکلے گا اس پر بحث کروں گا۔ اس رسالہ کو جب میں  
نے شائع کیا تھا مجھے خیال ہو گیا تھا کہ وہ کھد لگا۔  
اے بے تکلفی میں بے تکبر

خانہ ات ویران تو در فکر دیگر  
خاکسار۔ مولوی صاحب! چادو وہ جو مرحلہ  
ہوے! آپ کو جو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ پشتگویی  
پوری ہوئی ہے ورنہ آپ کو اسکی تردید کی فکر کیوں  
ہوئی۔ اور آپ کا رسالہ اس پر شاہد ناظر ہے۔  
اس کے بعد سلسلہ کلام بدل گیا۔ میں نے کہا سناؤ  
آپ کے روحانی فرزند کے حق میں فیصلہ  
آرہ شائع ہو گیا ہے۔

محمد حسین۔ اسی غرض کے لئے تو میں امرتسر  
جاتا ہوں اور پھر آ رہا ہوں گا۔ وہ فیصلہ غلط ہے  
میں نے چالیس ورق کا ایک اہل لکھا ہے۔ میں اس  
دفعہ آ رہا ہوں چاہتا تھا میں نے ان کو لکھ دیا تھا

کہ کوئی بھی اہل حدیث نہیں اس پر انہوں نے مجھے لکھا  
کہ آپ اصلاح کے لئے آئے۔ اس واسطے اب  
میں جاؤں گا۔ چنانچہ یہ خطوط دیکھو جو انہوں نے  
مجھے لکھے۔

چند خطوط مجھ کو دکھائے کہ میں اب ثابت  
کروں گا کہ کوئی اہل حدیث نہیں ہے  
خاکسار۔ یہ بڑا اچھا کام ہے صفایا کرو۔  
محمد حسین۔ مان تم تو چاہتے ہو کہ یہ کہیں لڑکے  
رہیں اور ہمارا کام بن جاوے۔

خاکسار۔ تمہارے کہیں بیوٹے پڑنا تو لازمی  
امر ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے اس کی خبر دیکھا ہے  
باقی یہ کہ تمہاری باہمی مخالفت یا اتفاق سے ہمارا  
کیا فائدہ یا نقصان ہے۔ ہمارے مقابلہ میں تو آپ  
سب اکٹھے ہیں اور ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ سب  
اکٹھے ہو کر ہمارا مقابلہ کرتے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ  
کی عظمت اور سلسلہ عالیہ کی سچائی اور سچے زور سے  
ثابت ہو۔ کیا آج تک آپ سب نے مل کر ہمارے  
سلسلے کے خلاف کارروائیاں نہیں کیں اور اس  
رسالہ میں تو آپ نے حد کی ہے کہیں کسی کو بڑھایا  
ہے کہیں گورنمنٹ کو اگسایا ہے۔

محمد حسین۔ مرزا صاحب نے جو چٹھی گورنمنٹ  
کے نام شائع کی تو میں نے لکھا۔ یہ تو میں جانتا ہوں  
کہ ان تحریروں پر کوئی نوٹس نہیں لیا گا۔

خاکسار۔ خوب! آپ کو پہلے ہی سے اپنی ناکامی  
کا علم ہی ہے۔ اور باوجود اس ناکامی کے  
علم کے پھر قلم اٹھانا آپ ہی کا کام ہے۔  
محمد حسین۔ میں نے تو صرف مقابلہ کر دیا ہے۔  
خواہ کوئی سننے یا نہ سنے۔

خاکسار۔ پھر اس مقابلہ میں آپ کو سچ جھوٹ  
کی کیا غرض۔ ایک مقصد جو مقابلہ رکھ لیا کہ وہ  
جو کچھ کہیں اس کا جواب ضرور دینا۔ یہ طریق اچھا نہیں  
ہو سکتا۔

محمد حسین۔ تم تو کہاتے تھے کہ لے لیا کرتے ہو  
خاکسار۔ جب آپ تائید کرتے تھے کہ کیا کہاتے

کہو سکتے کرتے تھے۔ اور اب مخالفت ہی اسی وجہ  
سے کر رہے ہو اور اگر مرزا صاحب نے پیسہ دیکر  
تائید کر لی ہو تو سب سے پہلے تو سب پہلے آپ  
ہی کو نصیحت ملانے۔ حالانکہ آپ کہتے ہی تھے  
کہ مجھے ذرا تعلیم سمجھا دو میں سب کو سناؤں گا  
اور خاموش کر دوں گا۔

پھر آپ نے کہا کہ میں گراؤں گا ابتداء سے  
دعوے کا زمانہ تھا مخالفت عام تھی آپ کے  
پاس کس قدر روپیہ انہوں نے بھیجا کہ آپ مخالفت  
نہ کریں۔

پھر اور جنہوں نے مخالفت کی اور آپ بھی انہیں  
سے اکثر دن کو جانتے ہیں کہ وہ کرایہ کے مخالف  
ہیں اگر ان کو دو چار آنے ہی دیدے جاویں تو  
آج تو قیام کریں۔ ایمان سے کہو کہ کسی مخالف کو  
کچھ دیا کہ ہماری مخالفت نہ کرو۔ معلوم ہوتا ہے آپ  
کے سارے کام اسی غرض اور مقصد کے لئے  
ہوئے۔ جو اور دن کو اس پر قیاس کرتے ہو۔ آپ  
مجھے نہیں جانتے ہیں کہ میں اس سلسلہ میں ہوں؟  
محمد حسین۔ تم نے مجھے ایک مرتبہ کہا تھا کہ کچھ  
شکوہ ہیں؟

خاکسار۔ لعنت اللہ علیہ الکاذبین  
مولوی صاحب آپ میرے سامنے جھوٹ کہتے  
ہیں اور مجھ پر ہی مینے کب آپ سے کہا بلکہ جھوٹ  
آپ سے اس مسئلہ میں اپنی سمجھ کے موافق کلام  
کر رہا ہوں۔ اور آپ کو بھی سمجھا تا رہا۔

ایک مرتبہ بمقام امرتسر مولوی محمد حسین صاحب  
نے مجھ کو کہا کہ تم سچے ہو تمہاری سمجھ میں نہیں  
آتا اگر تم کچھ عرصہ میرے پاس بیٹھو  
تو میں تمہیں سمجھا سکتا ہوں اور امید ہے  
تم سمجھ جاؤ گے میں کہا تھا کہ اگر آپ نے  
رہو لو تو میں سب کچھ جھوٹ کہتا ہے تو  
قسم تھا کہ شائع کر دوں کہ میں نے جھوٹ بولا  
تھا۔ پھر دیکھا جاویگا۔

اس پر مولوی صاحب نے کہ اگر ایسی وقت مرزا  
صاحب کی حالت اچھی تھی اب مجھ پر کھل  
لیا ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ اس میں نے کہا  
کہ اس وقت کی اچھی حالت کی شہادت آپ  
نے دیدی اور اب جس حالت کو آپ خراب  
کہتے ہیں اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ  
لیا کہ اسلئے درج کی ہے اور اسی طرز و طریق  
پر جو بیرون میں ہوتی ہے پھر آپ کی بات  
کیونکر مان لیں جو دور رہتے ہیں اس پر  
آپ تیز ہو گئے تھے کہ مجھے معلوم نہیں تو  
تمہیں معلوم ہے میں نے کہا تھا کہ ان میں  
معلوم نہیں مجھے معلوم ہے یہ واقعہ ہے

جس کو مد نظر کر کے اس نے کہا کہ تم کہتے تھے  
شکوہ ہیں اور یہ شکوہ کا واقعہ ہے۔  
ای جیس ہیں میں گاڑی آگئی اور مولوی صاحب اپنے  
بچے کو تلاش کرنے لگے تاکہ وہ کون ہے یہاں صاحب  
کے سپرد کریں میں نے کہا مولوی صاحب وہ سیٹی کہاں  
گئی جس سے آپ اپنے بچوں کو بلایا کرتے تھے۔

ناظرین! حکم کو غالباً معلوم نہیں جب ملاک  
کا مقدمہ ہوا اور آپ شہادت کے لئے بیٹھ  
کے مقام پر حاضر آئے تو ایک بچہ بھی ساتھ  
تھا اس کو آواز دینے کی بجائے آپ نے میں  
ایک سیٹی رکھا کرتے تھے اور وہ اس سیٹی پر  
لگا ہوا تھا اس سیٹی کی طرف میں اشارہ کیا۔  
محمد حسین۔ نہیں وہ اب نہیں رہتی۔ بہر حال مولوی  
صاحب گاڑی میں بیٹھ گئے اور مجھے فرمانے لگے  
کہ آ جاؤ یہاں ابھی وقت ہے میں نیچے ہی کھڑا رہا  
اور میں نے کہا کہ

مولوی صاحب آپ کے اس رسالہ نے ایک اور فائدہ  
بھی دیا ہے وہ یہ کہ آپ نے حضرت مسیح کے معجزات  
کو سمر زم مان لیا ہے افسوس ہے ہم یہ بات کہیں  
تو کافر اور آپ کہیں تو مومن۔

مولوی صاحب۔ تم نے غور سے نہیں پڑھا۔ احمق!  
وہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ وہی ہوتا ہے۔

خاکسار۔ حضرت! پھر ہم ہی تو وہی ہی کہتے  
ہیں ہم نے کہاں لکھا ہے کہ وہ اس کے طور پر انہوں  
نے حاصل کیا تھا

مولوی صاحب!۔ اچھا خدا تمہیں ہدایت دے۔  
خاکسار۔ مان اللہ تعالیٰ ہم کو کامیاب کرے کہ میں  
اور آپ کی بھی اس عینک کو اتارے اور آپ کی نظر  
صاف ہو۔

محمد حسین۔ تم بڑے شریر ہو۔  
ناظرین! سوچیں اس میں شرارت کی کیا بات ہے۔  
خیر۔

بدم گفتی و خیر سخندم عفاک اللہ کو گفتی  
جواب تلخ سے زید لب لعل شکر خا  
گاڑی نے دھسل دیا اور مولوی صاحب رخصت ہوئے۔

(باقی آئندہ)

## اطلاع برائے خاص عام

میرزا کا ایس این احمد احمدی (شیخ فیروز احمدی)  
کچھ روپیہ لیکر یہاں سے مفروضہ ہو گیا ہے اگر آپ کسی  
کچھ روپیہ میرے نام سے طلب کرے ہرگز ہرگز اس کو  
عزیز نہیں۔ اگر کوئی شخص دیو گنا بندہ ذمہ دار نہ ہو گا۔ اطلاع  
تحریر ہے۔ المشرق شیخ یوسف احمدی طبرک دار  
کسٹم کپ بازار تو پختہ ۳۳۰۔ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

مولوی محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعت افسوس ہے۔ اس وقت مجھے نہیں مل سکا  
اور وہ اقتباس جس کا اوپر ذکر کیا گیا تھا یہاں درج نہیں ہو سکتا۔ مگر میں اپنے الفاظ  
میں اس کا خلاصہ یا مفہوم یہ درج کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اتوار کے رسالہ کے  
وجوہات اس میں بیان ملے ہیں۔ جن میں سے اپنے لڑکوں کی آوارگی۔ بیوی کا فوت  
ہو کر خانہ بربادی۔ یہی درج کیا ہے اور پھر خلاف معمول سابقہ رسالہ کو بلا درخواست  
بہینے کے ذکر کیا ہے۔ اور پریس کی مشکلات میں مابعد اجرت دینے والوں کی بری حالت  
دکھائی ہے۔ غرض اسے امور پیش کے ہیں جو ایک سمجھ دار اور صاحب فہم و فراست  
کے نزدیک عجز انگیز ہیں۔

ایڈیٹر



میں آپ کی دوسری بٹالین کے لئے ادا کی تھی۔ مجھے خبر ہے کہ آپ کی رجمنٹ کے دونوں بٹالین کو جنڈے میرے دیئے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو کہ جنڈے گزشتہ کاروائی کے نمایان کی علامت ہوتے ہیں۔ وفا داری اور کارگزاری کے جو خیالات اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بہادرانہ افعال کا سبب ہوتے ہیں۔ آپ کے بٹالین نے جن جن معرکوں میں جو اندریان دکھائی ہیں۔ وہ سب ان جہادوں پر لگتی ہوئی ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ جب کبھی آپ ملک معظم اور ملک کی خدمت کے لئے طلب کئے جائیں گے۔ تو آپ اس جو اندری کو قائم رکھیں گے۔ سب میں یہ نشان آپ کے پرکرایا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کے ہاتھ میں محفوظ اور بے داغ رہے گا۔ اس تقریر کے جواب میں کرنل میانی نے ہنرائل ہائینس کو اس طرح مخاطب کیا۔ بٹالین کی جانب سے اس اعزاز کے واسطے جو آپ کے ہاتھ میں ملا ہے۔ اور ان الفاظ کے لئے جو آپ نے فرمائے ہیں۔ آپ کا نہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس اعزاز کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کہ ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ یوررائل ہائینس نے باوجود کثرت کار اور عدم انصافی کے اتنا وقت نکالا۔ اور اس بٹالین کو نشان عطا کرنے کا اعزاز بخشا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آئندہ جو لوگ اس جہاد کے نیچے کام کریں گے۔ وہ یہ معلوم کر کے کہ یہ کس کا دیا ہوا ہے۔ بہ نسبت سابق کے اپنے بادشاہ اور ملک کے لئے اور بھی اعلیٰ کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس تقریر پر یہ رسم تمام ہوئی۔ ناشتہ کے بعد مہاراجہ ملکر نے ہنرائل ہائینس سے اور ہنرائل ہائینس نے مہاراجہ ملکر سے ملاقات کی۔ ہنرائل ہائینس پرنس آف ویلز نے بیگم صاحبہ بہوپال سے ملاقات کی۔ اندو کی آخری رسم تک اڈورڈ مال کا افتتاح ہوتا۔ جو دربار اندور نے ملک معظم کی تاج پوشی کی یاد میں منعقد کیا تھا۔ مال بالکل سادہ ہندو وضع کا بنایا ہوا ہے۔ ۱۱۲ فٹ طویل ہے چاروں گوشوں پر برجیاں ہیں۔ جنوبی جانب ۹۰ فٹ بلند ہے۔ ایک گنڈہ گھر ہے۔ جو وقت ہنرائل ہائینس کی رزیدنسی سے روانہ کیا تھا۔ اس سے بہت پہلے لوگ ولیمجہد بہادر اور ولیمجہد بیگم کے آخری دیدار کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ مہاراجہ بہادر نے مال کی سیڑیاں پر استقبالیہ کیا۔ تمام والیان ریاست جمع تھے اور بہت سی لیڈیاں چمنوں کے پیچھے سے یہ نظارہ

دیکھ رہی تھیں۔ سب سے پہلے مہاراجہ نے اپنی تقریر پڑھی جو حسب ذیل ہے:-  
یوررائل ہائینس۔ جو اعزاز یہاں تشریف لاکر آپ نے مجھے اور میری ریاست کو بخشا ہے اس کی وجہ سے آج کا دن مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ یہی اعزاز حضور ملک معظم نے بحالت شہزادگی میرے دادا کو بخشا تھا۔ اور میرے والد جو اس ۳۰ سال پہلے کی خوشی میں شریک تھے۔ وہ سماں اب تک ہو رہا ہے۔ انہوں نے ہی ملک معظم کی تخت نشینی کی یادگار میں اس عمارت کی تعمیر کی تھی جو نکالی تھی۔ اور میں ان کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے اس وفادارانہ خدمت کی انجام دہی اور یوررائل ہائینس کے خیر مقدم کے اعزاز کو میرے لئے چھوڑا۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ مجھے اتنا موقع ملا کہ اپنے بہائی والیان ریاست کے مجمع میں اس عزت کا افتخار حاصل کرتا ہوں۔ یہی میں ہر جمعہ کی بیشمار رعایا یوررائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ گویا ان کا خیر مقدم ان کروڑوں باشندگان ہند کے خیر مقدم کا قائم مقام ہے۔ جو یوررائل ہائینس کے ملک میں دورہ کرنے کو نظر ابھلج دیتے ہیں۔ اور ہم اپنے آپ کو نہایت خوش نصیب سمجھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے سنٹرل انڈیا کو یہ شرف حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اور ہم اپنی اور اپنی رعایا کی جانب سے حضور ملک معظم اور ان کے خاندان کے ساتھ اظہار عقیدت کر سکے۔ یوررائل ہائینس سے کنگ ڈورڈ مال کا افتتاح کرنے کی درخواست کے علاوہ میں ایک اور مہربانی کا بھی خواستگار ہوں ہم چاہتے ہیں کہ اندور میں یوررائل ہائینس کی تشریف آوری کی یادگار قائم ہونی چاہئے۔ اور یوررائل ہائینس کی مرضی سے ہم تجویز کرتے ہیں۔ کہ وہ جدید عدالت ہائے انصاف ہونی چاہئیں۔ ہنرائل ہائینس نے نہایت مختصر تقریر کے ساتھ ہال کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد ایک بیچ دبانے سے مال سینکڑوں برقی قیون سے روشن ہو گیا۔ اس رسم کے بعد ہنرائل ہائینس اور ان کے چلے پھرے اور باغ میں چہن ریفریشن کا سامان کیا گیا تھا۔ ویررائل ہائینس ایک گنڈہ تک والیان ریاست سے بات چیت کرتے رہے بعد غروب باغ میں روشنی ہوئی۔ اور آتش بازی چھوٹی ۲۴ بجے شام کے ویررائل ہائینس شیش کوروانہ ہوئے۔ حضور ولی عہد بہادر نے مہمان نوازی کے لئے میچوڈالی کا شکریہ ادا کیا۔ اور تمام افسرین کو ہاتھ ملایا۔ مہاراجہ ملکر سے بھی باتیں کیں۔ اندور سے ویررائل ہائینس بہت خوش گئے۔

**حضور ولیمجہد بہادر کا دورہ اندور میں**  
ہندوستان کے تمام صدر مقاموں میں اندور گویا بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔ خاندان ملکر کے بانی مہاراجاؤں کے مرنے کے بعد اس شہر کی بنیاد اہلیہ کی نے ڈالی تھی۔ ۱۸۵۷ء میں دربار بہان منقل ہوا۔ اندور اتنا متول نہیں ہے۔ جو اپنی شان و شوکت میں اضافہ کر سکے۔ اگرچہ اس قسم کے امور پر ہندوستانی اپنی دولت خرچ کرنے کے نہایت شائق ہیں۔ یہاں قابل دید مقام صرف رزیدنسی ہے۔ جہاں ویررائل ہائینس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور جس پر نذر کے زمانہ کی گولیوں کے نشان اب تک موجود ہیں۔ اڈورڈ رزیدنسی کا باغ ہے۔ لیکن یہ ساری کی ہزاروں دھیروں کے جمع سے پوری ہو گئی جو مفصلات سے ویررائل ہائینس کے خیر مقدم میں شریک ہونے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ ۶۰ والیان ریاست کپ میں ہیں اور ان کے ہمراہیوں سے شہر کی نگ گلیاں چلی پڑی ہیں۔ سب دلچسپ نظارہ ان گنواروں کا تھا۔ جو بیرونیات سے آئے تھے۔ جن کے سروں پر بہاری بہاری عمامے تھے اور جو موٹی موٹی ڈبی دو تیاں باندھے ہوئے تھے۔ انگریز مہمان رزیدنسی کے کپ میں مقیم ہیں ہر دروازہ پر برٹش انفنٹری کا پیرہ ہے۔ پیرہ داروں کی دردی گہرے سرخ رنگ کی اور سپاہیوں کی چمکدار تھی۔ ۱۶ نومبر کو صبح کی خاموشی گرجنے والی توپوں کی آواز سے ٹوٹی۔ والیان ریاست رسم مزاج پر کسی ادا کرنے رزیدنسی میں گئے۔ ابتداء یہ ارادہ تھا۔ کہ صبح کی سیر کے اثنائ میں ہنرائل ہائینس بعض والیان ریاست کے کمپوں میں خود رونق افروز ہوں۔ مگر سفر کی تکان کی وجہ سے یہ غرض حاصل نہ ہو سکی۔ اس لئے اس دن کی کارروائی کا آغاز رسم مزاج پر کسی سے ہوا۔ شاہی دربار ہوا جس میں والیان ریاست شریک ہوئے۔ اس کے لئے رزیدنسی کے قریب بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ جس میں سرخ اور گہری پیرے رنگ سے تھے۔ فرش ہی نہایت شاندار گلزار رنگ کا تھا۔ ایک سرے پر چوڑا تھا جس پر دو کرسیاں بھی ہوئی تھیں۔ چاندی کی کرسی پرنس آف ویلز کے لئے تھی۔ اور اس سے کچھ پیچھے ہنگامہ کرسی پرنس کیلئے۔ چوتھے کے اوپر چار پہلی ستونوں پر نہایت خوشنما سائبان تھا۔ راستہ کے دونوں طرف والیان ریاست کی ترتیب مدارج نشست تھی۔ اول درجہ پر بیگم صاحبہ بہوپال نہتیں۔ اور آخر میں راجا صاحب علی پور۔ والیان ریاست نہایت مکلف پوشاکین اور قیمتی جواہرات پہنے ہوئے تھے۔ ہر والی ریاست کے پیچھے ان

کے جاگیردار تھے۔ جن کی پوشاکین بھی کچھ کم بہاری نہ تھیں۔ جب بیگم صاحبہ اپنی جگہ پر بیٹھ چکیں تو ہنرائل ہائینس پرنس مع لیڈی ایڈورڈ گنڈے پرنس خاموشی کے ساتھ پیچھے سے چوتھے پر آئیں اس کے بعد ہنرائل ہائینس مع اپنے شفاف اور پولیشل افسروں کے تشریف لائے۔ ہنرائل ہائینس مع اپنے شفاف سفید لباس پہنے ہوئے تھے میجر ڈیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے افتتاح دربار کی اجازت چاہی۔ اور درخواست منظور ہو کر پرنسوں کی رسم ادا ہوئی شروع ہوئی سب سے پہلے بیگم صاحبہ بہوپال کا نمبر تھا۔ مگر جتنے والیان ریاست جمع تھے ان میں صرف بیگم صاحبہ ہی نذر سے مستثنیٰ رہیں۔ اس لئے مہاراجہ صاحب ریوا بڑے اور ان کی نذر دیکر والیان ریاست کی نذر کی طرح چھو کر واپس کر دی گئی اس کے بعد مہاراجہ اور چہا۔ مہاراجہ دیتا۔ راجہ صاحبہ دتا۔ راجہ صاحبان دیو اس نے نذرین پیش کیں۔ اب تک والیان ریاست کے نام سطر نیلڈس پکار رہے تھے۔ اور ان کو چوتھے ممبر مسول اور ان کی رات پولیشل افسرے جاتے تھے۔ اس کے بعد میجر مسول بیٹھ گئے۔ اور ان کی جگہ سطر دربار نے لی لیگو دلچسپی میں کسی نوع کا فرق نہیں آیا۔ غرض کہ یہی منظر کچھ دیر تک پیش نظر رہا ہنرائل ہائینس ہر سلام نہایت تپاک سے قبول کرتے تھے۔ چوہدر زرق برق پوشاکین پہنے ہوئے پیچھے کھڑے چوریان اور مورچل ہمارے تھے اور ستر کی تہریاں اور دمکتی ہوئی سورج مکھیاں اٹھائے ہوئے تھے جب نذرین گذر چکیں۔ تو ہنرائل ہائینس نے میجر ڈیلی کو حسب ذیل مخاطب کیا جو چوتھے سے قریب ہی کھڑے ہوئے تھے۔  
میچوڈلی! کیا آپ والیان ریاست وسط ہند کو مطلع کر دینگے۔ کہ میں انہیں دیکھنے کا یہ موقع حاصل کر کے سکندر مسرور ہوا ہوں۔ جیسا کہ وہ پہلے سے واقف ہیں۔ مجھے ان میں سے بعض سے اگر وہ میں نے کی امید تھی جہاں میں ان سے ملاقات باز دید کر سکتا۔ مگر راجاوتانہ کی گرانی کے سبب آخر وقت میں ہمارا پروگرام بدل گیا۔ اور میں اندور آسکا۔ جہاں حسن اتفاق سے وسط ہند کے تمام والیان ریاست جمع ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ انہیں سمجھا دیں کہ میں اپنے خاندان کے جملہ اراکین کی طرح رسم و رواج کو بہت اہمیت دیتا ہوں اور اگر مجھے وقت اجازت دیتا۔ تو میں والیان ریاست سے یہی کی طرح ضرور ملاقات باز دید کرتا۔ مگر وقت میں گنجائش نہیں۔ اڈورڈ میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں۔ کہ آج کے دربار میں میں ان سے مل سکا۔ یہاں میری ملاقات

